(23)

سرمایہ طراز شعر و حکمت ہم ہیں   کھولی ہیں سخنوری کی راہیں ہم نے
سرمایہ پرستوں کی حقیقت کیا ہے   دیکھی ہیں بڑے بڑوں کی نبضیں ہم نے

(24)

گناہگار سہی حق شعار ہوں مولاؑ   نگاہِ لطف کا امیدوار ہوں مولاؑ
غریب ہو کے شرف ہے مجھے امیروں پر   غمِ حسینؑ کا سرمایہ دار ہوں مولاؑ

(25)

وہ جس پہ یا علیؑ کندہ ہے میرا جام ہے ساقی   مری تقدیر میں نوروز کا انعام ہے ساقی
یہی مصحف یہی عترت یہی نغمہ یہی نعرہ   زمیں سے آسماں تک ایک ہی تو نام ہے ساقی

(26)

محبت کے تڑپتے برق پاروں میں تمھیں دیکھا   ان اشکوں کے روپہلی آبشاروں میں تمھیں دیکھا
خوشی میں دور تھے مولاؑ مصیبت میں قریب آئے   خزاں میں تم نے تسکیں دی بہاروں میں تمھیں دیکھا

(27)

ملی فضائلِ آلِ نبیؐ کے سایہ میں   جہانِ علم و ادب کو یہ وسعتِ الفاظ
یہ سب حسینؑ کے ایثار کا تصدق ہے   غزل میں درد قصیدے ہیں شوکتِ الفاظ

(28)

فکرِ شاعر کا ہو کیا اس سے بلند اور مقام   مدحتِ آلِ پیمبرؐ ہے اور اللہ کا نام
نجم میں کیوں نہ ہوں وابستہ دامانِ علیؑ   میرا مسلک ہے محبت و محبت کا امام

(29)

تخصیص امیری و فقیری نہ رہی   کرنے یہ غریبوں کی مدارات آیا
یکساں ہوئیں نعماتِ الٰہی تقسیم   اسلام لیے عدل و مساوات آیا

(30)

کس لطف سے فرماتے ہیں تو چپ کیوں ہے   شیریں دہنوں میں ہے سنائی میری
ہوتی ہیں یہ تقدیر کی باتیں اے نجم   بھاتی ہے انہیں تلخ نوائی میری

(31)

بولوں جو میں کچھ زبان پکڑے دنیا　　بیداد ہو داد کے عوض میں حاصل
چپ ہوں تو ہوں شکوہ سنج احباب اے نجم　　گویم مشکل و گر نگویم مشکل

(32)

ہنستی ہیں یا بسورتی ہیں کلیاں　　موجیں لڑتی ہیں یا گلے ملتی ہیں
اتنی بھی خبر نہیں خبر کیا ہے تجھے　　فطرت کی حدیں نجم کسے ملتی ہیں

(33)

ہے طلبگارِ فرائض کردگار　　اور طالب ہیں سنن کے مصطفاؐ
طالبِ نان و نمک اہلِ و عیال　　نفسِ امّارہ ہے طالب عیش کا
ہیں فرشتے طالبِ صدقِ عمل　　اور ہے شیطان کا کچھ مدّعا
روح کی طالب ہے مرگِ منتظر　　جسم کی طالب لحد ہے برملا
یہ طلب اور یہ تقاضے جس سے ہوں
صبح کیا اُس کی اور اُس کی شام کیا

○

قرآنی قطعات

(1)

تیس پاروں سے فصاحت کا وہ دریا بہ گیا — ہر فصیحِ عصر خاموشی سے تیور سہہ گیا
سیدھے سادے لفظ و معنیٰ کی جلالت دیکھ کر — فلسفہ قرآن کا منہ دیکھتا ہی رہ گیا

(2)

قرآن کی تعلیم کا یہ طور ہے کوئی — آیات کی تشریح کا بھی دور ہے کوئی
تو صرف تلاوت کی ہی خدمت پہ ہے مامور — مفہوم سمجھنے کے لیے اور ہے کوئی

(3)

دیکھو تو ہے قرآن میں سب کچھ موجود — حکمت بھی شریعت بھی سیاست بھی ہے
اللہ نے بھیجا ہے مکمل قانون — ہے دین بھی دنیا کی حقیقت بھی ہے

○

عزائی قطعات

(1)

یہ شدتِ غمِ دنیا تجھے مبارک ہو　　کسے خبر کوئی بے چین ہے کہ چین سے ہے
ہمارے آگے حقیقت نہیں کسی غم کی　　کہ ربط و ضبط ہمارا غمِ حسینؑ سے ہے

(2)

بیگانہ اس فضا سے جو ہیں ان کو کیا خبر　　آواز سن رہے ہیں فقط شور و شین کی
جس کی کوئی مثال نہیں کائنات میں　　اک ایسی درس گاہ ہے مجلس حسینؑ کی

(3)

سب سے عظیم حسنِ عمل ہے غمِ حسینؑ　　کتنی مخالفت ہو اٹل ہے غمِ حسینؑ
اس غم کے ساتھ فکر و نظر بھی جو ہو نصیب　　ہر عقدۂ حیات کا حل ہے غمِ حسینؑ

(4)

اب عہد مختصر ہو کہ ہو زندگی دراز　　دو دو ہیں جب مرے غمِ ہستی کے چارہ ساز
ذکرِ خدا بھی کرتا ہوں مدحِ حسینؑ بھی　　یہ بھی مری نماز ہے وہ بھی مری نماز

(5)

گناہ گار اطاعت گذار حاضر ہیں　　غریب قوم محبت شعار حاضر ہیں
سجا کے لائے ہیں سینوں میں داغ ماتم کے　　غمِ حسینؑ کے سرمایہ دار حاضر ہیں

(6)

ہندو بھی ہیں غمخوار حسینؑ ابن علیؑ کے — کب اس کے غم و درد کا بادل نہیں گرجا
بھارت کی زمیں مجلس و ماتم کا ہے مرکز — سب اس کے عزادار ہیں راجا ہوں کہ پرجا

(7)

حیراں ہوں مری شانِ مودّت پہ فرشتے — ہر آہ مرے دل کی تولا کا نشاں ہو
لے جاؤں گا محشر میں پئے نذرِ پیمبرؐ — غم پرچم عباسؑ کے سایہ میں جواں ہو

O

فکری قطعات

(1)

ہر قوم کو ہے دعوتِ فہم و ادراک — ہر دور میں ہے غور طلب فکر حسینؑ
اخلاق کا معیار سمجھنا ہے اگر — آ مجلس غم میں اور سُن ذکرِ حسینؑ

(2)

بیتابیوں کے ہنگاموں میں تدبیر سکوں فرماتی ہے — دیتی ہے غموں سے فرصت بھی اور دشمنِ جاں کہلاتی ہے
اے دوست مقام حیرت ہے اس موت سے ڈرتا ہے انسان — جو گود میں اپنی انساں کو بچوں کی طرح لے جاتی ہے

(3)

پیغمبر گناہ سے بخشش کا آسرا — دوزخ کی آگ سے طلبِ راحت جناں
حدِ گناہ منکرِ ثنائے امیرِ شام — دور از ثوابِ مدحتِ مولائے دوجہاں
کہنے کو اسم پاک محمدؐ سکونِ روح — فرمان کلمۃً کی اذیت سے نیم جاں
فرعون کی مدد سے رسائی کلیم تک — یوسفؑ کے بدلے اک حبشی روح کارواں

(4)

دل میں خون بھی خون میں جوش بھی ہے — پھر خیر سے یہ عالم خاموش بھی ہے
کیا سانس کا مول تول معلوم نہیں — خالی جاتی ہے سانس کچھ ہوش بھی ہے

(5)

جائزہ لے وقت کا ایک ایک پل کی فکر کر — آج کا دن تیری پیشی میں ہے کل کی فکر کر
موت کو تو اک دن آنا ہے آئیگی ضرور — موت کی کیا فکر ہے حسنِ عمل کی فکر کر

(6)

مرثیہ کو عیش کی باتوں سے کیا ہے واسطہ   اپنی تعریفوں کی خواہش میں یہ شامت آگئی
ابتدائی لغزشیں تھیں ساقی نامہ اور بہار   رفتہ رفتہ رقص و موسیقی کی نوبت آگئی

(7)

موضوع کی تلاش ہے قطعات کے لیے   گرمی کا زور چاہیے برسات کے لیے
ملتا ہے یوں مسبب الاسباب کا پتہ   لازم ہے اک سبب ہو ہر اک بات کے لیے

(8)

دبے جارہے ہیں حقائق بھی جن میں   حکایات کی وہ فراوانیاں ہیں
عمل کی بھی اے کاش ہوتی رسائی   جہاں تک دماغوں کی جولانیاں ہیں

(9)

یہی انسان ہے جس کا چراغ ہوش مدہم ہے   یہی انسان اسرارِ خداوندی کا محرم ہے
اگر ہو جستجوئے علم کی توفیق کیا کہنا   کتابیں ہوں اور آنکھیں ہوں تو عمر خضر بھی کم ہے

(10)

نیّتِ امروز و فردا تا کجا   چار دن امروز و فردا اور ہے
ختم ہے دم بھر میں کارِ زندگی   ایک دو سانسوں کا رشتا اور ہے

(11)

ہم ہیں قدرت کے اک اشارے تک   وقت کے آخری سہارے تک
زندگی ایک لہر ہے اے دوست   اس کنارے سے اُس کنارے تک

(12)

علم و حکمت کی حدیں انسان پا سکتا نہیں   رستمِ دستاں بھی طاقت آزما سکتا نہیں
چور لے جاتے ہیں جس کو وہ بضاعت اور ہے   یہ وہ دولت ہے جسے کوئی چرا سکتا نہیں

(13)

معنیٔ عرفان و مفہومِ بصیرت علم ہے   کارزارِ دہر میں انساں کی قوت علم ہے
سیم و زر کی دولتوں کے پہرہ داروں سے کہو   خرچ کرنے سے جو بڑھتی ہے وہ دولت علم ہے

(14)

سفر تھا کون سا ایسا جو بے جھجک نہ ہوا ۔۔۔ رہے گا پوری طرح کامیاب شک نہ ہوا
بہت بڑا مجھے کرنا ہے اک سفر اے دوست ۔۔۔ اسی کے واسطے سامان آج تک نہ ہوا

(15)

مخالف کو نہیں معلوم ہر حق کی ابجد تک ۔۔۔ یہاں ہے معرفت محسوس سے معقول کی حد تک
سمجھ جائے گی دنیا جب علیؑ کا شیر آئے گا ۔۔۔ خدا والی خلافت ہے محمدؐ سے محمدؑ تک

(16)

عید اپنے اہتمام سے آئی گذر گئی ۔۔۔ دنیا میں کر کے جلوہ نمائی گذر گئی
دل کو اگر سکوں نہ ہوا آج کل سہی ۔۔۔ اے دوست کیا خدا کی خدائی گذر گئی

(17)

طور سینا ہے جو سینہ علم سے معمور ہے ۔۔۔ ہر شریعت ہر طریقت کا یہی دستور ہے
مال و زر قارون کا ورثہ ہے اے دنیا طلب ۔۔۔ علم ورثہ انبیاؑ کا ہے خدا کا نور ہے

(18)

ارسطو نے کہا رونا ہمیں بزدل بناتا ہے ۔۔۔ خدا ملتا ہے رونے سے کبیرا کی یہ ہے بانی
دل حساس دیکھا فرق حکمت اور محبت کا ۔۔۔ کہیں ہے مادی فطرت کہیں جذبہ ہے روحانی

(19)

مٹا سکے گا کہاں تک نشانِ گمراہی ۔۔۔ کہیں کہیں ترا نقش قدم پڑا نہ رہے
زمانہ آج فراموش و در گذر کردے ۔۔۔ ترا گناہ جو تجھ کو پکارتا نہ رہے

(20)

بیجا طلب سے زعم سخا سے بلند ہے ۔۔۔ فکرِ حیات و خوفِ قضا سے بلند ہے
مسجود ہے ملک کا تو اے بندۂ خدا ۔۔۔ تیرا مقام شاہ و گدا سے بلند ہے

(21)

نظمِ حیات ہے یہی سلسلۂ حیات میں ۔۔۔ وقت نے بہرِ آگہی فکر سا رہنما دیا
سختی راہ ایک تھی میرے تمھارے واسطے ۔۔۔ جس کا تھا دل بڑھا ہوا اس نے قدم بڑھا دیا

(22)

وہ پختہ کار جو عزمِ صمیم رکھتے ہیں　　کسی فضا میں بھی بیدل نہیں ہوا کرتے
ابھی بہت ہیں یہ دو چار آخری سانسیں　　خدا نخواستہ کیوں ترک مدعا کرتے

(23)

بقا ہے کس کو فقیری ہو یا امیری ہو　　نہ بوریئے کی حقیقت ہے کچھ نہ کرسی کی
رہا مزاج نہ کوئی مزاج داں باقی　　جب آکے پیکِ اجل نے مزاج پرسی کی

(24)

رمضاں کی ہے کس قدر عظمت　　ان سے کہنا ہے جو نہیں آگاہ
ہر مہینہ کو ہم سے نسبت ہے　　یہ مہینہ مگر ہے شہر اللہ

(25)

کیا موت زندگی کے ستارے چمک گئے　　مولا مری نگاہوں سے پردے سرک گئے
مدہوش ہی سہی مگر اتنا تو یاد ہے　　تم ہاتھ تھام کر مرا منزل تلک گئے

(26)

بہت اونچا بہت اونچا ابھی انساں کو جانا ہے　　دماغوں کی عمل داری ہے حکمت کا زمانہ ہے
فسادِ ارض کی رفتار سے ہم نے تو یہ سمجھا　　جبینِ ماہ پر بھی خون کا ٹیکہ لگانا ہے

O

قطعاتِ شاعر

(1)

وہ احترام ادب کا وہ لطفِ سخن گیا — وہ یادگار عہد سلفِ بانکپن گیا
اس دور کے مشاعرے اللہ کی پناہ — شاعر اب ایک آلہ تفریح بن گیا

(2)

جس دور سے گزر کے ہم آئے ہیں ہم نشیں — نشتر ہے آج حافظے میں اس کی یاد بھی
اس دور میں سنا ہے تغزل کے ساتھ ساتھ — ملتی ہے شاعروں کو ترنم کی داد بھی

(3)

تجھے مکارم اخلاق آدمی کی قسم — کسی حقیر تمنا کو زندگی نہ بنا
کسی کے در پہ نہ جا تجھ داد کی خاطر — کمالِ شعر و سخن کو گداگری نہ بنا

(4)

دعوتوں کا وہ تسلسل ہے کہ خالق کی پناہ — خواب و خور اپنی خوشی سے امر مشکل ہوگیا
حضرت سائلؔ کا مصرع یاد آتا ہے مجھے — شعر کہنا حیلہ روزیِ سائل ہوگیا

(5)

آج کہلاتی ہے بے راہ روی اسٹائل — اب زمانے کو ہے مرغوب یہی اسٹائل
بات اکھاڑے سے یہ بزم شعرا تک پہنچی — شعر بھی ہونے لگے اب تو فری اسٹائل

(6)

محفل کا لطف کیا ہے جو شور و شغب نہیں — شاعر کو کسرِ شان کا احساس بھی نہیں
جی بھر کے کیجیے بے ادبی کے مظاہرے — اس دور کا مشاعرہ بزمِ ادب نہیں

سائلؔ: نواب سراج الدین احمد خاں

(7)

شاعر کوئی بے مدحتِ حیدرؑ نہیں ہوتا — ہر سیفِ زباں صاحبِ جوہر نہیں ہوتا
حق بات پہ ہم کرتے ہیں دل کھول کے تعریف — کم ظرف کوئی شیعۂ حیدرؑ نہیں ہوتا
پروا نہیں دنیا کی محبانِ علیؑ کو — ملتے ہیں وہاں باغ یہاں گر نہیں ہوتا
قرآن سے بے فیض ہیں کتنے ہی مسلماں — اک حرف مودّت بھی میسر نہیں ہوتا

(8)

کچھ ترنم کچھ تمسخر کی روش درکار ہے — آج اہلِ ذوق کو سنجیدگی سے عار ہے
اور سب کچھ ہو چکا اس دورِ ناہموار میں — رقص بھی کرنے لگے شاعر تو بیڑا پار ہے

ولائی قطعات

(1)

محبت پر بنا رکھی ہے جس نے بزمِ ہستی کی — کوئی اس کا بھی ہو محبوب فطرت کا تقاضا ہے
سمجھتا ہے ہر اہلِ دل مسلماں اس حقیقت کو — محبت اس کی عزت ہے تولّا در تولّا ہے
مودّت ہے اگر جاری رہے نغمہ مودّت کا — کوئی سنتا نہیں سنتا اب اس کا سوچنا کیا ہے
یہ مدحت اور مودّت ہے اگر امید جنت میں — یہ دردِ دل نہیں ہے مجسم دردِ دل کا سودا ہے

(2)

ہائے وہ جام تولّا کہ لنڈھانے والے — یاد رکھیں گے یہ ہمت بھی زمانے والے
پاؤں کٹتے تھے جب اس سمت کا رخ کرنے پر — سر کے بل جاتے رہے میکدے جانے والے

(3)

صوم و صلوٰۃ والے مری جستجو کریں — سب میکدہ میں میری طرح ہاؤ ہو کریں
ڈوبا ہوا ہوں بادہ خُمِ غدیر میں — دامن نچوڑ دوں تو فرشتے وضو کریں

(4)

جان ہے کیا عشق مولا میں بچانے کے لیے — میری ہستی درس ہوگی اک زمانے کے لیے
اے تولا کے سمندر اے غدیرِ دردِ دل — میں سہارا چاہتا ہوں ڈوب جانے کے لیے

(5)

علیؑ کے نام کا رندوں میں بھی اثر دیکھا — زبانِ اہلِ تصوّف پہ جلوہ گر دیکھا
میں ہاؤ ہوئے نصیری میں ہوگیا شامل — بہت گناہ تھے یہ بھی گناہ کر دیکھا

(6)

پوچھے کوئی خلوص کے جذبے کدھر گئے　　مولاؑ کا نام آتے ہی دل جیسے مر گئے
رجعت کا دن بھی اہلِ ولا کی نظر میں ہے　　ابھرا جو آفتاب تو چہرے اتر گئے

(7)

ڈرتا نہیں وہ سر کہ جبیں سے وقت کی　　ساقی کے در پہ چودہ جو صدیاں گزار دے
اترے جو سر بھی تن سے تو آئے گی یہ صدا　　یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

(8)

وہ کافر ہے جسے پینے سے کچھ انکار ہو ساقی　　جسے توفیق ہے وہ میرا حصہ دار ہو ساقی
ابھی میں چاردہ صد سالہ تقریبِ مسرت میں　　گلا رکھتا ہوں موجِ مے اگر تلوار ہو ساقی

(9)

عشقِ حسینؑ سے نہ اگر ابتدا کرے　　نا اہل ہے جو نیتِ عشقِ خدا کرے
مسلم رہے گا کتنی نمازیں قضا سہی　　کافر ہے جو نمازِ مودت قضا کرے

(10)

ایسا تو سر بلند نہیں ہے کسی کا نام　　اس نام سے بلند ہے پیغمبری کا نام
اس وقت دوسروں سے توسل سہی مگر　　مشکل کا وقت آئے تو لینا علیؑ کا نام

(11)

گردن مینا میں ہیں کچھ ہاتھ ڈالے اک طرف　　کچھ ہیں تسبیح و مصلا کو سنبھالے اک طرف
مشق سجدوں کی کہیں ہے دورِ ساغر ہے کہیں　　خانقاہی اک طرف میخانے والے اک طرف

(12)

وقف کر کے جان و دل قربان جانے کے لیے　　سب سے باز آیا اسے اپنا بنانے کے لیے
یہ غدیرِ خم کے میکش کو ہے ساقی سے امید　　روٹھ جاؤں گا تو آئے گا منانے کے لیے

O

سماجی قطعات

(1)

اٹھاتا ہوں قلم جب میں کسی تحریر کی خاطر　　زباں جب کھولتا ہوں بزم میں تقریر کی خاطر
دل اپنا تھام کر مولاؑ کا دامن تھام لیتا ہوں　　جب ایسا وقت نازک ہو علیؑ کا نام لیتا ہوں

(2)

اپنے مسکن کو بنایا بارگاہِ اصغرؑی　　میر سلطاں علی نے کی ہے یہ صورت گری
آپ کے فرزند جن کا نام نامی بوتراب　　جو ولائے اہلبیتؑ مصطفیؐ میں تھے جری
اس کے حق میں وقف کر کے یہ مکان و جایداد　　پاگئے کچھ اور اربابِ ولا میں برتری
اور فکر و غور اگر کرتے نوشتِ انتخاب　　اس سے بہتر نام ہوتا بارگاہِ بوترابؑ

(3)

اس مہینہ میں حکمِ خدا سے ہوتی ہے　　بتولؑ و رضیۂ و مرضیۂ کی سالگرہ
یہ سیّدۂ کا مہینہ ہے اس کے صدقے میں　　مبارک آپ کو ہو سیّدۂ کی سالگرہ

(4)

خوشی پر غم کا نرغہ ہے خوشی فریاد کرتی ہے　　یہ کسی زندگی ہے زندگی فریاد کرتی ہے
منائے جا رہے ہیں یوم مولاؑ تیرے دشمن کے　　تجھ سے دوستوں کی بے بسی فریاد کرتی ہے

(5)

موجیں دکھا رہا ہے گنگ و جمن کا سنگم　　اب کیا جلا سکیں گے طعنوں کی آگ والے
پی جائیں جامِ الفت پیاسے کہاں ہیں آئیں　　دل کی لگی بجھانے اٹھے پراگ والے

(6)

تو جہاں میں عیشِ جنت پائے جا   ذکرِ دوزخ سے ہمیں دھمکائے جائے
رات دن سودا کیے جا کفر سے   رات دن ایمان کے گن گائے جائے

(7)

مذہب کے بھی چپو کا سہارا لوں گا   اپنے مطلب کی ناؤ کھینے کے لیے
اے دوست یہ لین دین آسان نہیں   سب کچھ دے دوں گا ووٹ لینے کے لیے

(8)

ادھر شرمندۂ تاثیر تقریریں نہیں ہوتیں   یہاں ہر شئی کی قیمت رات دن چڑھتی ہی جاتی ہے
کیے جاتے ہیں جس تیزی سے نظم و ضبط کے وعدے   گرانی بھی اُسی رفتار سے بڑھتی ہی جاتی ہے

(9)

کیا غلط تصور ہے حریت کا بھارت میں   عقل کیا کہیں تھک کر سوگئی ہے کچھ دن سے
زر زمیں زن پہلے تھے فساد کا باعث   اب زبان بھی شامل ہوگئی ہے کچھ دن سے

(10)

بنی آدم ہیں سب لیکن یہ کیسی آدمیت ہے   فسادوں کے لیے دو دن کی دنیا میں بھی فرصت ہے
لڑائی اختلافِ مذہب و ملت پہ کیا معنی؟   جسے کہتے ہیں مذہب وہ محبت ہی محبت ہے

(11)

تجارت بڑھتی جاتی ہے محبت گھٹتی جاتی ہے   خدا کے منتخب مرکز سے دنیا ہٹتی جاتی ہے
جہاں بھی سلسلہ ہے فرقہ وارانہ فسادوں کا   وہاں اپنی چھری سے اپنی گردن کٹتی جاتی ہے

(12)

مطالبات کا دریا چڑھا ہوا ہے بہت   ہوئی ہیں ملک میں کتنی ریاستیں تعمیر
یہی رہے گا زبان و بیاں کا پاس اگر   نہ جانے کتنی زبانیں ابھی ہوں دامن گیر

(13)

نکلا ہے فتح کرنے پہاڑوں کو قافلہ   یہ بھی ضرور عزم و عمل کا نشان ہے
عزم و عمل کی راہ میں ''بھاوے'' کو دیکھیے   دل فتح کر رہے ہیں یہ پیری میں جان ہے

(14)

بشر کو اپنی طاقت پہ ناز کیا معنی — کہاں سے آئی یہ طاقت خدا کے حکم بغیر
ہر اک ذرہ اطاعت میں ہے کمر بستہ — وہ جس دیار کو چاہے بنادے غارِ دیر

(15)

وقت کے ہاتھ نے کیا خوب یہ الٹا ہے ورق — طالب علم بھی دیتے ہیں سیاست کا سبق
اب وہ تعمیر کا اقدام کہ تخریب کا ہو — ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق

(16)

خود کشی قتل فسادات الٰہی توبہ — یہ ہیں آزادی کے دن رات الٰہی توبہ
کل جو امیدیں تھیں آج ان پہ ہنسی آتی ہے — وہ خیالات یہ حالاتِ الٰہی توبہ

(17)

سوتیر ہے نزول بلا تک پڑے ہوئے — آنکھیں کھلیں جو وقت کے تیور کڑے ہوئے
اربابِ حل و عقد کی منزل نہ پوچھیے — بیٹھے سب آکے باتیں ہوئیں اٹھ کھڑے ہوئے

(18)

کیا مستقل مزاج حکومت ہے واہ واہ — تعریف کا مقام ہے بے ریب و اشتباہ
نازک ہے ہر لحاظ سے یہ دور حاضرہ — اتنے مطالبے ہیں کہ اللہ کی پناہ

(19)

بے انتہا ہے زیست کا بگڑا ہوا نظام — ان کا قصور کیا ہے جو بے چین ہیں عوام
چاروں طرف سے ایک ہی آواز ہے بلند — کب ہوگی قیمتوں میں اضافہ کی روک تھام

(20)

وسعت ہے جن کے قلب میں جو ہیں نظر بلند — ان کا وقار ہوتا ہے شام و سحر بلند
حق بات کہہ کے سب کی نگاہوں پہ چڑھ گئے — کیوں ہوں نہ پھر جہاں میں 'چرن سنگھ'[1] سر بلند

---

[1] مرادآباد کے فساد پر آسمبلی میں چرن سنگھ کی حق گوئی کا واقعہ سن کر

(21)

اچھا ہے دل میں آپ کے ہے درد ویتنام   سب چاہتے ہیں جنگ کی ہوجائے روک تھام
اپنے وطن کے حال زبوں پر بھی اک نظر   اتنی تو فکر کیجئے کھائیں گے کیا عوام

(22)

کسی پرچہ میں دیکھی اک خبر جس کا یہ مطلب ہے   غریبوں کی پریشانی سے کچھ مطلب نہیں ہوگا
اضافہ خوردنی اشیاء میں چاہے جتنا ہوجائے   مگر موٹر کی قیمت میں اضافہ اب نہیں ہوگا

(23)

جدھر اٹھایئے نظریں زباں کا جھگڑا ہے   غرض یہ ہے کہ حکومت ہمارے ساتھ چلے
مطالبہ کا مگر یہ عجیب ہے انداز   زبان چل نہیں سکتی اگر تو ہاتھ چلے

(24)

خود کشی قتل کوئی حادثہ سیر و سفر   زیست محفوظ گھروں کی ہے نہ بازاروں کی
صبح ہی صبح یہ ہے ذوقِ نظر کی دعوت   سرخیاں خون ہوئی جاتی ہیں اخباروں کی

(25)

زخم دل ناتواں سیو سینے دو   جی بھر کے مئے سکوں پیو پینے دو
کوشش بیجا ہے امنِ عالم کے خلاف   مفہوم حیات ہے ''جیو جینے دو''

(26)

سرکار یہ آزادئ جمہور نہیں ہے   دستور بہ اندازۂ دستور نہیں ہے
اِس دور میں رکشا کا چلانا بھی ہے مشکل   رکھشا ہی ہماری تمہیں منظور نہیں ہے

(27)

سیم و زر کے جھاڑ سے منہ موڑ لیں   کیوں نہ ہر قیمت پہ رشتہ جوڑ لیں
تاک میں ہیں اچھے اچھے پاکباز   ڈال ہاتھ آئے تو ڈالر توڑ لیں

(28)

اچھا نہیں ہے روز نیا راگ چھیڑنا   بیجا ہے اتحاد کے مشرب سے دشمنی
بھارت خدا کے ماننے والوں کا ملک ہے   تحریک ریڈ گارڈ ہے مذہب سے دشمنی

(29)

اختلاف مذہبی کے باوجود ملک کی تنظیم کو سب ایک ہیں
اپنے بھارت کی حفاظت کے لیے سارے مذہب اہل مذہب ایک ہیں

(30)

مالک ہے کوئی میرا اتنی خبر نہیں ہے کتنے ہیں مجھ پہ احساں کیا مانتا نہیں ہوں
میرا گناہ سمجھے دنیا کہ بے گناہی میں جانتا ہوں اس کو پہچانتا نہیں ہوں

(31)

مانا کہ ربط ہے مجھے سارے جہاں کے ساتھ سن لو کہ یہ میرا دل ہے ہمیشہ زبان کے ساتھ
سارا جہاں حسین مرقع سہی مگر ہندوستان کی بات ہے ہندوستاں کے ساتھ

(32)

کیا حادثوں کا زور ہے اللہ کی پناہ کل تک جو تھا سکون میسر نہیں ہے آج
انسان ہی مخالف انسانیت نہیں فطرت بھی کائنات پہ چیں برجبیں ہے آج

(33)

فکر کی زور آوری میں علم کے پندار میں اپنی اپنی بانسری ہے اپنا اپنا راگ ہے
ایک شعلہ بن کے رہ جائے نہ یہ دنیا کہیں جذبۂ حب وطن کیا ہے بھڑکتی آگ ہے

(34)

غلط کاری غلط کاری کا بدلہ ہو تو کیا حاصل غلط انسان اپنے نفس کی تسکین کرتے ہیں
بڑے ناداں ہیں جو قانون اپنے ہاتھ میں لے کر خود اپنے ملک کے قانون کی توہین کرتے ہیں

(35)

اسیر جنگ لومبا کے قتل ہونے سے جسے بھی دیکھئے ہے اس بہیمیت کے خلاف
جو غیر ملک سے رکھتے ہیں اتنی ہمدردی فساد گھر کا بھی روکیں ذرا قصور معاف

(36)

ہمت و عزم تو ہے سعی کا امکان تو ہے عزت نفس ہے محفوظ یہ ایقان تو ہے
آپ سے زاویۂ فکر جدا ہے میرا بینک بیلنس نہیں تن میں مگر جان تو ہے

(37)

عمل کی جگہ انجمن سازیاں ہیں   کھلونے بناتے ہیں بہلانے والے
مداوا ہے اتنا غریبوں کی خاطر   ترس کھارہے ہیں ترس کھانے والے

(38)

لاکھ فرقے ہوں خدا ایک ہے پیغمبر ایک   ایک قرآن کی تنزیل کا اقراری ہوں
ایک قبلہ کی طرف سب کی پڑھاتا ہوں نماز   وزن توحید سے کونین پہ میں بھاری ہوں

(39)

جو وطن کا دوست ہو اہل وطن کا غمگسار   فرقہ وارانہ تعصب سے ہو جس کے دل کو عار
وہ جوانِ قوم جس کا حسن ہو انسانیت   زندگی اس کی عروسِ موت ہے اس کا سنگھار

(40

دولت برطانیہ بھی مضطرب   امریکہ بھی ہے پریشاں روس بھی
رفتہ رفتہ ساری دنیا کے لیے   ایک خطرہ بن گیا لاؤس بھی

(41)

دل مانتا نہیں کہ نہ تائید ان کی ہو   جن کو ہے اپنی جان سے پیارا مطالبہ
انصاف کی یہ بات ہے سکھ حق پہ ہیں اگر   اُن کا مطالبہ ہے ہمارا مطالبہ

(42)

دنیا کو اعتراف پڑوسی کے حق کا ہے   اس حد پہ آکے ختم ہے بیگانگی کی بات
سب کو پسند آئے نہ آئے یہ مشورہ   دل کو ضرور لگتی ہے کمزوری کی بات

(43)

عمریں ہوئیں ہیں جن کی زر وسیم میں بسر   دیکھو تو ایسے درد کے ماروں کی خودکشی
کسی موڑ پر یہ آج غذائی سوال ہے   حیرت میں ڈالتی ہے ستاروں کی خودکشی

(44)

انداز تو سوال کا ایسا بُرا نہیں   اللہ جانتا ہے اثر اُن پہ ہو نہ ہو
بیٹھے رہو کے بعد ہے دہلی چلو کی دوڑ   اس کا جواب خیر سے ’’آگے بڑھو‘‘ نہ ہو

(45)

کس درجہ بدنما ہے بنارس کا واقعہ اچھا کیا سلوک یہ علم و ہنر کے ساتھ
تاریخ میں رہے گا لطیفہ کی شافسے قدر اساتذہ بھی گھٹی قدر زر کے ساتھ

(46)

کسی سے پر چاپلوسی اور کسی پر رعب کی بارش یہی اس دور کے کچھ لیڈروں کی رہنمائی ہے
حکومت اور پبلک میں بنے ہیں واسطہ لیکن کہیں ہے بندگی ان کی کہیں ان کی خدائی ہے

(47)

کیپ ٹاؤن سے یہ آئی ہے خبر کل ''سیاست'' میں اسے دیکھا گیا
یہ سنا ہے اک جواں لڑکی کا دل اک جواں تقدیر بوڑھا پاگیا

(48)

ہر حکومت کے لیے وجہ سعادت بن جائے ملک والوں کے لیے عین ضرورت بن جائے
حال کھل جائے جو سازش کا تو بدعت ٹھہرے کامیابی جو میسر ہو تو رحمت بن جائے

(49)

سمجھ میں کچھ نہیں آتا یہ ماجرائے خطاب کوئی خلاف ہو یا کوئی ہمنوائے خطاب
وہاں خطاب کی داد دہش کے کیا معنی جہاں مخالف دستور ہو عطائے خطاب

(50)

اضطرابی دور میں ہے ہر حکومت کا نظام دیکھیے کب تک رہے تنظیم کہنہ کا قیام
نوجوانوں کا یہی رجحان ہے اب ہر طرف روس کو تسلیم کیجیے امریکہ کو ہو سلام

(51)

اک مسلماں روس میں اسلام کا بدخواہ ہے علم قرآں کو مضر کہتا ہے کیا گمراہ ہے
کام اس خود کام کا جو کچھ ہے ظاہر ہے مگر واہ رے جبر مشیت نام عبداللہ ہے

(52)

نظم فطرت ہے یہی کچھ عیب ہوتا ہے ضرور ہر فضا میں حسن کی صورت گری کے ساتھ ساتھ
یہ تعصب کی نگاہوں میں ہے سو عیبوں کا عیب لفظ مسلم بھی ہے یونیورسٹی کے ساتھ ساتھ

(53)

دوگانہ عید کا ملبوس نو چہرے پہ تابانی   گلے ملنا مسرت میں یہ سب کچھ سر بسر حق ہے
کوئی ماحول ہو سرمایہ داری ہو کہ مزدوری   اگر پاکیزگی ہے نفس میں بھی عید بر حق ہے

(54)

صدر جمہوری ہو کوئی شاہ ہو یا ہو وزیر   ہم غریبوں کی طرح آرام سے سوتا نہیں
حکمراں ہوتی ہے خود اس پر سیاست وقت کی   درحقیقت وہ کسی پر حکمراں ہوتا نہیں

(55)

دل میں کیا درد تھا کیا جذبۂ ہمدردی تھا   جب تلک خیر سے بگڑے ہوئے حالات رہے
آج بیگانۂ پستی ہے بلندی جن کی   وہ بھی کل تک یہی کہتے تھے مساوات رہے

(56)

کتنے قائد کتنی تحریکیں ہیں کتنا اختلاف   اپنے بھارت کی زمیں ہے آج کل دشت مصاف
مستقل ہے صوبہ داری مسئلوں کا سلسلہ   یہ ترقی کے نہیں آثار گستاخی معاف

(57)

خلوص کی ترے اقدام میں کمی تو نہیں   خیال و خواب میں تدبیر برتری تو نہیں
جو ملک و قوم کی خدمت کو کھینچتی ہے تجھے   وہ زندہ باد کے نعروں کی دلکشی تو نہیں

(58)

دنیائے محبت میں ہے جلوہ نما بھارت   دیتا ہے زمانہ کو پیغامِ وفا بھارت
بے مصرف و نا واجب الزام نہ دے کوئی   ہوجائے اگر برہم بھارت ہے مہا بھارت

(59)

وہاں اے دوست کسی دل سے روا ہے جشنِ آزادی   جہاں انسان ملک و قوم کی تفریق فرمائے
ہمارا قصد بھی ہے یوم آزادی منانے کا   اگر ہر ملک میں انسانیت کا راج ہوجائے

(60)

یہودی بھی یہاں ہیں پارسی بھی ہیں مسیحی بھی   ہر اک فرقہ اسی بھارت میں میٹھی نیند سوتا ہے
یہ ارباب نظر میں مسئلہ ہے غور کے قابل   تصادم جب بھی ہوتا ہے مسلمانوں سے ہوتا ہے

(61)

ہاتھ کیا آتا ہے تقریر کے ایوانوں سے   بات بنتی نہیں تحریر سے عنوانوں سے
درس و تدریس بہت اور عمل ہے مفقود   کام چلتا نہیں ان کاغذی انسانوں سے

(62)

وہ کیسی سرزمین ہے جس میں یوں دن رات ڈھلتے ہیں   فقط دعوؤں کی حد تک شرع کے احکام چلتے ہیں
جہاں با ضابطہ ہے احترام کعبہ و زمزم   وہیں سے رقص و موسیقی کے بھی چشمے اُبلتے ہیں

(63)

کتنے بھارت میں ہوئے سال کے اندر یہ فساد   پیسی جائے گی مسلسل اقلیت کب تک
اب تو ارباب حکومت کوئی تدبیر کریں   منتخب لفظوں میں تبلیغ و ہدایت کب تک

(64)

بمبئی تک آنے جانے میں کشش اک یہ بھی ہے   حسن فطرت رونما ہوتا ہے کس کس ٹھاٹ سے
محو ہوجاتی ہیں سب طول سفر کی زحمتیں   ریل گاڑی جب گذرتی ہے کھنڈالا گھاٹ سے

(65)

یہ فکر ونظر کی دنیا ہے عنوان بدلتے رہتے ہیں   سب زور یہاں امکان پہ ہے امکان بدلتے رہتے ہیں
امکان کا بھی چلتا نہیں بس عنوان دھرارہ جاتا ہے   دنیا سے بڑی اک حاقت فرمان بدلتے رہتے ہیں

(66)

بھارت کی زندگی میں وہی انتشار ہے   جب دیکھئے فساد ہی بر روئے کار ہے
درکار شست وشو کو ہے کتنا لہو بھی   اے چارہ گردلوں میں کہاں تک غبار ہے

(67)

یہ عیش پر ہے بھروسہ یہ غم سے بے ربطی   نظر میں گردشِ لیل و نہار ہے کہ نہیں
اسی اصول پہ تسکین خواہشات کو دو   خزاں کسی کی، کسی کی بہار ہے کہ نہیں

(68)

یاد ہے عہد گذشتہ بھی ہمیں   آپ کا بھی عہد زیر غور ہے
سوچتے ہیں فیصلہ ہوتا نہیں   قابلِ تعریف کس کا دور ہے

(69)

ان اہلِ اقتدار سے کہنا ہے یہ ہمیں — چمٹے ہوئے ہیں شوق میں جو اپنی سیٹ سے
اس شغل سے ملے کبھی فرصت تو سوچیے — فرصت ملے گی دیس کو کب مار پیٹ سے

(70)

اس مرتبہ ہوا ہے نئی شان سے درود — لائے کہیں نہ کوئی خرابی مرن برت
اب سلسلہ چھڑے گا سوال و جواب کا — میداں میں آگیا ہے جوابی مرن برت

(71)

جسارت گر چہ یہ ترکِ ادب معلوم ہوتی ہے — نکل جاتی ہے منہ سے بات جب معلوم ہوتی ہے
کسی کا اشتیاق خود نمائی ہے مری ہستی — بظاہر اک عطائے بے سبب معلوم ہوتی ہے

(72)

ہندوپاکستان کا مل جل کے عنوانِ دفاع — یہ نئی تجویز بے چون و چرا دلچسپ ہے
جو مدبر ہیں مخالف اس نئی تجویز کے — ان میں "بخشی جی" کا لہجہ بھی ذرا دلچسپ ہے

(73)

مرحبا ڈاکٹروں اور حکیموں کا وجود — پردہ بن جاتے ہیں اکثر یہ گنہگاری کا
شکر کی جا ہے کہ ماہِ رمضان آتے ہی — مل گیا سرٹیفکٹ رخصت بیماری کا

(74)

تجھ سے ہے رشتہ اخوت کا اگر — بے حسی میں رہ نہ جائے ٹوٹ کر
دانۂ گندم سے ہیں محروم آج — پھانکتے تھے کل جو موتی کوٹ کر

(75)

بہت برا ہے یہ شیوہ منافقت ہے یہ — کہ دوستی کی ردا میں ہو دشمنی لپٹی
کوالکر[1] کا بیاں قابلِ ستائش ہے — کہی وہ بات کہ رکھتی نہیں لگی لپٹی

---

[1] کوالکر: ہندوستانی قائد

(76)

جھوٹ سچ سے قوم کو بھڑکائے جا　　مورکھوں سے لیڈری منوائے جا
اپنے دامن پر بھی چھینٹ آنے نہ دے　　دوسروں کو خون میں رنگوائے جا

(77)

ابھی اس دور میں ایسے بھی کچھ انساں ہیں ورنہ　　ہمارا حال کچھ ہوتا کسی کے چوٹ کیا لگتی
خدا کی شان کتنے راست گو حق آشنا نکلے　　کسے امید یہ تھی کوئی کہہ دے گا خدا لگتی

(78)

وطن سے عشق ہو انسانیت سے انساں سے　　نصیب ہوتا ہے جو کچھ بھی جس کے بھاگ میں ہے
اگر یقیں نہ ہو ''بھاوے'' سے پوچھئے جا کر　　عجیب لطف محبت کی دوڑ بھاگ میں ہے

(79)

کچھ رنگ شیروانی پہ ہولی کا پڑ گیا　　چیں برجبیں ہوا تھا کہ شرما گئی نظر
دیکھا جو میں نے غور سے اے دوست کیا کہوں　　دھبے ملے گناہوں کے دامن پہ کس قدر

(80)

ہمیں تو خیر سے تبخیر بھی تھی نزلہ بھی　　کسے خبر کدھر آیا کدھر گیا رمضاں
وہ ڈاکٹر کی عنایت ہو یا طبیب کی ہو　　خدا کا شکر بہ عزت گذر گیا رمضاں

(81)

ہر چیز کی ہے نقل ہر اک شئی میں ملاوٹ　　دنیا میں ہے کیا صنعت و حرفت کی ترقی
ہر فکر و نظر کے لیے ہے غور کے قابل　　یہ علم کی کثرت سے جہالت کی ترقی

(82)

وہی سمجھیں گے اس الزام اس تنقید کا مقصد　　جو اس کی بات کو کچھ بات کی تہہ تک سمجھتے ہیں
یہ بدعنوانیاں ایران کی دیمک سہی لیکن　　بہت نقاد امریکہ کو بھی دیمک سمجھتے ہیں

(83)

اتحادی گیت اردو ہی میں گائے جائیں گے　　مشل ماضی شان ہوگی حال و استقبال کی
دے جزائے خیر اس اُردو کے حامی کو خدا　　کس قدر سندر تھی یہ تقریر سندر لال کی

(84)

بھوک ہڑتال ایسا نسخہ ہاتھ آیا ہے ہمیں جو ہر اک آب و ہوا میں کارکن ہے بے عدیل
حق ہو یا ناحق ہو اپنی بات منوا لیجیے ہر مرضی کی ہے دوہر ایک دعوے کی دلیل

(85)

قمار بازی ہو ناناوتی کے کیس میں بھی جوے کی بات کہاں سے کہاں پہ آ ٹھہری
کہا تھا کیا اسی دن کے لیے یہ شاعر نے کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

(86)

اہل زر جو ہیں انہیں زر کار جامہ چاہیے لیڈروں کو سوٹ واعظ کو عمامہ چاہیے
ہم سے تم کیا پوچھتے ہو عید کے دن بھی ہمیں ایک نامہ دوست کا اِک روزنامہ چاہیے

(87)

جتنی زمیں دبائی بڑھی خلق کی نمود اس طرح گرم و سرد جہاں کو سموتے ہیں
دعوت قبول کرلی ہے چواین لائی نے کچھ باذاق آدمی معلوم ہوتے ہیں

(88)

رخصت ہے اب قدامت ہر سانس آخری ہے بے چین ہے تمدن تہذیب رو رہی ہے
کچھ بڑھ گیا ہے خطرہ بوڑھوں کی آبرو کا ہر نوجواں نے اپنی ٹوپی اتار لی ہے

(89)

وہیں تحریک ترک اسلحہ بھی وہیں ہے قوت بَم کی نمائش
فضائے امن کیا پیدا کرے گی یہ دھمکی اور دم خم کی نمایش

(90)

محبت اتحاد و قوم کا جذبہ ہے بنیادی دعا مانگو محبت کی بڑھے بھارت کی آبادی
تعصب فتنہ انگیزی گرانی ہوگی جب رخصت منایا جائے گا اُس دن حقیقی جشنِ آزادی

(91)

کوئی ہے پوچھنے والا وطن میں یہاں بے موت کتنے مر رہے ہیں
ذرا گھر میں بھی تو چل پھر کے دیکھیں جو دنیا بھر کا دورہ کر رہے ہیں

(92)

بات ہو اختلاف آرا تک   نہ کہ لفظوں کی گرم بازاری
کس قدر بڑھ چلی ہے بھارت میں   ''واک آؤٹ'' کی تیز رفتاری

(93)

میری طرف سے کہہ دے کوئی یہ ان سے جاکر   کرتے ہیں جو ملاوٹ اشیائے خوردنی میں
سنگین جرم ہے یہ ہلکا اسے نہ سمجھیں   اِس کا شمار بھی ہے بھارت کی دشمنی میں

(94)

تاگا جو محبت کا کبھی ٹوٹ گیا   دم بھر میں بنی بات بگڑ جائے گی
پہلے تو ہے جوڑنا ہی مشکل اے دوست   اور جُڑ بھی گیا تو گانٹھ پڑ جائے گی

(95)

چپراسی کا لفظ آج مطبوع نہیں   اس عہدے کو معتبر کہا جائے گا
کیا اردو زباں کی عزت افزائی ہے   چپراسی پیامبر کہا جائے گا

(96)

اہل جہاں نے آج گھٹادی ہے قدر زر   ڈوبے ہوئے اگرچہ ہیں دولت کی چاہ میں
اُن کا ہے قول جن کا توکل خدا پہ ہے   بے قدر ہے ازل سے ہماری نگاہ میں

(97)

فطرت ہی آدمی کی ہے صورت گرِ وطن   دل کو نہ کیوں عزیز ہو ہر منظرِ وطن
تکلیف بھی اگر ہو تو آرام ہی سمجھ   بھارت کی سرزمیں ہے تری مادرِ وطن

(98)

ہر مرض کی ہے دوا ایک اکیلا نسخہ   بو علی سینا بھی لکھ سکتے نہ ایسا نسخہ
جاہو بے جا ہو نکل آتا ہے ہر کام اے دوست   بھوک ہڑتال کا ہاتھ آیا ہے اچھا نسخہ

(99)

بہت آساں ہے جلتی دھوپ کو برسات کہہ دینا   ضرورت ہو اگر جائز ہے دن کو رات کہہ دینا
بشر وہ غیر معمولی بشر ہے جس کا شیوہ ہو   سیاست کی فضا میں رہ کے سچی بات کہہ دینا

(100)

مشہور ہے تمدن و تہذیب میں جو ملک   تعریف کیا کرے کوئی اس کے نظام کی
بد نام کررہا ہے وہ انسانیت کا نام   اب تک نہ جنگ بند ہوئی ویتنام کی

(101)

عقل سے انسان کوسوں دور ہے   اپنے عہدے پر اگر مغرور ہے
اب وہ چپراسی ہو کوئی یا وزیر   کام کی اجرت جو لے مزدور ہے

(102)

نشہ دولت کا اُتر جائے تو جنت ہوجائے   ظلم کی آگ ٹھٹھر جائے تو جنت ہوجائے
میرے سر آنکھوں پہ جنت کی توقع لیکن   یہی دنیا جو سنور جائے تو جنت ہوجائے

(103)

کیسا بدل گیا ہے بڑے بھائی کا مزاج   مشکل انہیں زبان کی ہے روک ٹوک بھی
پھرتے تھے ننگے پاؤں ابھی کل کی بات ہے   جوتی بھی اب ہے پاؤں میں جوتی میں نوک بھی

(104)

آسائش وطن کی ہر اک کو جستجو ہے   جائیں گے کیوں یہاں سے یہ کیسی گفتگو ہے
اچھے ہوں یا بُرے ہوں دونوں یہیں رہیں گے   اب اتحاد ہی میں اِس گھر کی آبرو ہے

(105)

ترقی کا سبق بھارت کی پبلک پڑھتی جاتی ہے   سیاست اس کی دنیا کی نظر پر چڑھتی جاتی ہے
نکل جائے گی اک دن دوڑ میں ہر ملک سے آگے   گرانی بڑھ گئی ہے بڑھ رہی ہے بڑھتی جاتی ہے

(106)

کردیتا ہے انسان اک انسان کو قتل   لغزش کبھی ایسی بھی ہوا کرتی ہے
اُس قوم کے سنگ و سخت دل کو دیکھو   جو دوسری قوم کو فنا کرتی ہے

(107)

تحریک لے کے آئے ہیں گورا بہت نئی   جمہوریت ہو اور جماعت نہ ہو کوئی
اتنا بڑھا خلوص تو آئے گا وہ بھی دن   پابند حکم سب ہوں حکومت نہ ہو کوئی

(108)

اقبالؔ نے کیا ہے جو محکم یقیں کا ذکر سو سنترا کا آج وہی ہے اصول کار
امید کو یقیں سے بدلتے ہیں اس طرح دستور بن گیا ہے یہاں قبل اقتدار

(109)

قدرتاً حصہ ہے دونوں کا برابر ملک میں لاکھ بیگانہ کوئی سمجھے یہ جب بھی ایک ہیں
غیر کا ہے قول اس کو مارک کرلیجئے ذرا "مارک" فرماتے ہیں اردو اور ہندی ایک ہیں

(110)

اخبار پڑھ کے مجھ سے یہ اک دوست نے کہا کس سے کہیں کہ کوئی علاج اس کا کیجئے
بڑھتی ہی جارہی ہے یہ تعداد خودکشی جی چاہتا ہے اپنا گلا گھونٹ لیجیے

(111)

یوں دماغ و دل میں سب کچھ ہے خدا کے فضل سے ولولے پرواز کے ہیں حوصلے تیزی کے ہیں
واقعہ یہ ہے ابھی آزادیٔ کامل نہیں پہلے تھے انگریز کے قیدی اب انگریزی کے ہیں

(112)

ہر اک فضا میں گنہگار بیش و کم ٹھہرے رہے یہ حال تو سینوں میں کیسے دم ٹھہرے
نوازشوں کا تسلسل ارے خدا کی پناہ کہیں فساد ہوا ذمہ دار ہم ٹھہرے

(113)

کس طرح مٹے ہند سے یہ فرقہ پرستی تقریر ہی تقریر ہے تدبیر نہیں ہے
حق بھی ہے زبانوں پہ تو اس کا ہے یہ عالم الفاظ ہی الفاظ ہیں تاثیر نہیں ہے

(114)

ان کا یہ دور عیش سلامت بیٹھے ہیں ہم سے کیوں منہ موڑ کے
یہ تو کچھ ایسی بات ہے جیسے نام بڑا اور درشن تھوڑے

(115)

ذہنی ترقیوں کا یہ عنواں ہے دوستو یہ کانگریس کا فتح نمایاں ہے دوستو
ذاکر حسین ہوگئے جمہوریہ کے صدر اب اتحاد ملک درخشاں ہے دوستو

(116)

بھارت تمھارا دیس ہے اے طالبان علم   سن لو ذرا جو میری گزارش کا ہے نچوڑ
ایسا ہے اپنے دیس میں تخریب کا عمل   جیسے خود اپنے گھر میں کرے کوئی توڑ پھوڑ

(117)

کیسی خموشی کیسے اشارے   ہم حق کہیں گے ہانکے پکارے
سیکھے نہیں تم احساں کرنا   مرتے نہیں ہم تلوار مارے

(118)

قوم ہو اگر زندہ فرد فرد زندہ ہے   اہل دل کو دنیا میں اور چاہیے اب کیا
اپنی زندگی کو جو زندگی سمجھتے ہیں   وہ غریب سمجھیں گے زندگی کا مطلب کیا

(119)

تقریر و نغمہ کاری و تزئین و روشنی   وابستہ کیا انھیں سے شعورِ حیات ہے
جمہوریت کا جشن ہی ہوتا رہا تو کیا   جمہور کو سکون بھی کچھ ہو تو بات ہے

(120)

بمبئی حرف محبت کا بھی مصرف ہے کہیں   ایک طوفانِ تجارت عمل و قول میں ہے
دم گھٹا جاتا ہے اس داد و ستد سے میرا   سانس لینا بھی تو مشکل ترے ماحول میں ہے

(121)

مطرب بزم سیاست کچھ خبر بھی ہے تجھے   غم کے راگوں کی ہے کثرت زندگی کے ساز پر
کیا اثر اُلٹا ترے اندازِ فن کاری کا ہے   فتنے بڑھتے جارہے ہیں امن کی آواز پر

(122)

زہے بنیاد تقسیم لسانی   سب اپنا اپنا حق جتلارہے ہیں
کہیں اک دن برس جائیں نہ کھل کر   اکالی دلی کے بادل چھارہے ہیں

(123)

اپنی اپنی ہر ایک کہہ جائے گا   ہر ضرب نئی سامعہ سہہ جائے گا
مٹ جائیں گی ساری اشتراکی قدریں   اسلام کا اشتراک رہ جائے گا

(124)

کتنی حقیقتوں کو رُسوا کیا خدا نے　　کتنے ہیں وہ فسانے جو بن گئے حقیقت
بس دو حقیقتیں ہیں باقی ہیں سب فسانے　　دنیا سمجھ رہی ہے یہ روس امریکہ

(125)

علم کی حد تک فقط افہام ہے تفہیم ہے　　نونہالوں کے لیے یہ درس کی تنظیم ہے
جس طرف بھی دیکھیے تعلیم ہی تعلیم ہے　　تربیت اک لفظ بے مفہوم ہے اس دور میں

(126)

ختم لیکن یہ سلسلہ نہ ہوا　　مال حاضر تھا جان حاضر تھی
میرا ان کا معاملہ نہ ہوا　　وہ خریدار تھے ضمیر کے بھی

(127)

وقار اپنا ہو جس میں وہ رہے پیشِ نظر صورت　　محاذ جنگ ہو، اے ہم وطن یا صلح کی منزل
وطن کی لاج رکھتے ہیں بہر قیمت بہر صورت　　حقیقت کیا ہے زرکی، جان بھی قرباں کردیں گے

(128)

دنیا اچھی ہے تو جو آپ اچھا ہے　　جس دل پہ محبت کی ہو چھاپ اچھا ہے
جھگڑا ہے بُرا میل ملاپ اچھا ہے　　سو بات کی ایک بات سن رکھ اے دوست

(129)

دو روز کی زندگی پہ پھولا ہوا ہے　　فطرت کے نظام سے ہے کتنا غافل
کیسا اپنی اصل کو بھولا ہوا ہے　　انسان کو قتل کرنے والا انسان

(130)

لغزش کبھی ایسی بھی ہوا کرتی ہے　　کیا ہے انسان اک انسان کو قتل
جو دوسری قوم کو فنا کرتی ہے　　اس قوم کے سنگ وخت دل کو دیکھ

(131)

ان کا قصور کیا ہے جو بے چین ہیں عوام　　بے انتہا ہے زیست کا بگڑا ہوا نظام
چاروں طرف سے ایک ہی آواز ہے بلند　　کب ہوگی قیمتوں میں اضافہ کی روک تھام

(132)

یہ سنتے ہیں۔کیا پرنام گاندھی جی نے قاتل کو رہے گی ہند کی تاریخ میں یہ داستاں باقی
سلام اس کو نہ سمجھو قوم کے منہ پر طمانچہ ہے قرینہ ہے کہ صدیوں تک رہے جس کا نشاں باقی

(133)

کیوں کر نہ ارتباط وفا کے چلن سے ہو انساں وہ کیا جسے نہ محبت وطن سے ہو
عزت رہے وطن کی محبت ہے اس کا نام وہ جنگ ہو کہ صلح مگر بانکپن سے ہو

(134)

جو لوگ سیم و زر کے مہروں سے کھیلتے ہیں مل جل کے وقت کی اب گاڑی ڈھکیلتے ہیں
لاکھوں کا کر رہے تھے دل کھول کر جو سودا دوکانیں بند کر کے اب تاش کھیلتے ہیں

(135)

فطرت ہی آدمی کی ہے صورت گرِ وطن دل کو نہ کیوں عزیز ہو منظرِ وطن
تکلیف بھی اگر ہو تو آرام ہی سمجھ بھارت کی سرزمیں ہے تری مادرِ وطن

(136)

متاع حال قرباں کر کے مستقبل بنانا ہے بڑی ہل چل ہے دنیا میں بڑا نازک زمانہ ہے
تفکر سے تدبر سے قلم سے زور سے زر سے کسی صورت بھی ہو بھارت کی عزت کو بچانا ہے

(137)

کیوں کر نہ کرے ناز و فصاحت اردو سرمایۂ صد عزت و حرمت اردو
ہندی کی مٹھاس اور عربی کا اجلال رکھتی ہے عجب طرح کی شوکت اردو

(138)

ارمان ہو لیکن نہ نکلنے والا دل ہو نہ کبھی مگر بہلنے والا
ہستی ہے مثال شمع میری اے نجم دن کو خاموش شب کو جلنے والا

(139)

حیرت ہے اگر پھول ہو خوشبو کے خلاف شانہ کی روایات ہوں گیسوٗ کے خلاف
دنیا کی ذرا ستم ظریفی دیکھو اردو ہی میں گفتگو ہے اردو کے خلاف

(140)

کر مشقِ طاقت وفصاحت اے دوست ۔۔۔ مل جائے گا منصب سیاست اے دوست
تدبیر کا ذکر بے محل ہے بالکل ۔۔۔ تقریر کی ہے آج حکومت اے دوست

(141)

اب بھی ہیں دنیا میں مذہب سینکڑوں ۔۔۔ مرنے جینے کو خدا کے نام پر
دیدنی ہے انتخاب ریڈگارڈ ۔۔۔ پہلا حملہ مذہب اسلام پر

(142)

اللہ کے وجودِ ذی جود کا عقیدہ ۔۔۔ سنتے ہیں ہو رہا ہے سارے جہاں سے رخصت
یہ سب صحیح لیکن اتنا تو ہم کہیں گے ۔۔۔ آخر میں سب کے ہوگا ہندوستان سے رخصت

(143)

اچھی چلی ہے نشہ مئے کے خلاف بات ۔۔۔ انسانیت کی دشمنِ جاں ہے یہ بدصفات
بھارت میں دن اک ایسا بھی آئے خدا کرے ۔۔۔ کرسی کے اور عہدہ کے نشہ سے ہو نجات

(144)

تشدّد کے رستہ سے حق مانگتے ہیں ۔۔۔ عوامی افق کی یہ بیداریاں ہیں
حکومت سے غیروں کی آزاد ہوکر ۔۔۔ گرفتاریاں ہی گرفتاریاں ہیں

(145)

خاص ہستیاں ہیں دو اس جہانِ فانی میں ۔۔۔ اک طبیب جسمانی اک طبیب روحانی
کس قدر اہم ہوں گی ذمہ داریاں ان کی ۔۔۔ جن کی سرپرستی میں ہے مزاجِ انسانی

(146)

صلح کر لیتے ہیں یوں بھی صاحبانِ علم دو ۔۔۔ میں تمہیں قبلہ کہوں اور تم مجھے قبلہ کہو
یوں سمجھ لیجے اسے اک فارسی کی ہے مثل ۔۔۔ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

O

غدیری قطعات

(1)

بدنام میکسار ہوں برنا و پیر میں — اتنی پلا نہ جلسۂ عید امیر میں
ساقی کسی کو نشہ میں دل مانتا نہیں — دونوں جہاں کہیں نہ ڈبودوں غدیر میں

(2)

بلغ کو رہبرِ ہمہ گیری بنا دیا — بنیادِ کائناتِ امیری بنا دیا
اس لحن اُس زبان اُس آیت کے میں نثار — قرآں کی لے کو جس نے غدیری بنا دیا

(3)

معلوم تو ہوگا تجھے ہم رندوں کا عالم — غم اپنے لیے سال میں سوروز ہے ساقی
ہو تیری اجازت تو عزا دار حسینؑ — ہنس بول لیں کچھ آج کہ نو روز ہے ساقی

(4)

سر تقویم پر ہے تاج یا نو روز ہے ساقی — غدیری میکشوں کا مدعا نو روز ہے ساقی
یہی تو دن ہے تیری ظاہری مسند نشینی کا — جبھی تو سال کا فرمانروا نو روز ہے ساقی

(5)

سکون دل کے لیے کچھ پیام آجائے — کبھی زباں پہ ہمارا بھی نام آجائے
غلام جمع ہیں در پر سلام کی خاطر — خدا کرے کہ جواب سلام آجائے

(6)

شگفتہ مثل گل چہرے ہیں آثار حسینؑ میں — خوشی کیونکر نہ ہوگی آج سرکار حسینؑ میں
کہاں جاتا ہے راہ راست میں تجھ کو بتاتا ہوں — غدیری جشن ہے اے دوست دربار حسینؑ میں

(7)

تقسیم جو ہونے لگی صہبائے غدیر — سینوں میں حسد کے آبلے بیٹھ گئے
قرآن بھی نہ پھر حلق سے نیچے اترا — جو پی نہ سکے ان کے گلے بیٹھ گئے

○

تصوفی قطعات

(1)

وہ راہِ محبت میں جانکاہیاں کیں ہم ایسے فقیروں نے بھی شاہیاں کیں
اسی دل سے عہدِ جوانی گزارا اسی ٹوٹے پیالے پہ جم جاہیاں کیں

(2)

انسانیت میں پاک ضمیری کا لطف ہے مغلوب ہو جو نفس تو پیری کا لطف ہے
عمامہ و عبا میں نہ احرام میں ہے فقر دل بھی فقیر ہو تو فقیری کا لطف ہے

○

فارسی قطعات

(1)

از دبستانِ حق دبیر آمد بزبان قلم صریر آمد
ساقیا جامہائے نور بیار بادۂ پیائے الغدیر آمد

(2)

دمِ عیسیٰ نمود اختیارِ موسیٰ کاظم جمالِ یوسفی آئینہ دار موسیٰ کاظم
فدا گلزار ابراہیم صدقے صبرِ ایوبی جلالِ موسیٰ عمران نثارِ موسیِ کاظم

متفرق قطعات

(1)

انیسؔ غم کدۂ کربلا کے سجدہ گزار
ترا کلام ہے یا مرثیت کے لیل و نہار

یہ راز تو نے بتایا ہے اہل عالم کو
نہ ہو یہ درد جو دل میں تو زندگی بے کار

شعورِ فکر نے غیروں پہ بھی کیا یہ اثر
کہ گوشے گوشے میں انسان ہوگئے بے دار

سنی سنائی نہیں بات آنکھوں دیکھی ہے
کہ ہندوؤں کو بھی دیکھا گیا ہے سینہ فگار

خصوصیات بہت کچھ تیرے کلام کی ہیں
ترے کلام سے پیدا ہوئے وہ نقش و نگار

ترے کلام سے اردو زباں کا وزن بڑھا
محاورات کا یکجا لگا دیا انبار

(2)

قدر دانی جس کو کہتے ہیں اسی کا نام ہے
دیدنی ہوگا یہ دن حسنِ عمل کے زور کا

کیا تعجب ہے صدا دے قوم کو قبرِ انیسؔ
جشن صد سالہ مبارک ڈاکٹر ٹیگور کا

(3)

چادر گل سے سجیں قبریں امیرؔ و داغؔ کی
قدرداں ہے قوم یہ مر کر بھی پھولوں میں تلے

دیکھ لو دونوں کے مدفن کیا انیسؔ اور کیا دبیرؔ
"بر مزار ما غریباں نے چراغ نے گلے"

(4)

جو اہلِ دل ہیں سمجھتے ہیں وہ مقامِ انیسؔ
یہ فن مرثیہ گوئی میں اہتمامِ انیسؔ

حسینیت کی خدمت انیسؔ نے کی ہے
رہے گا تا بہ قیامت بلند نامِ انیسؔ

(5)

ہر قلب میں ہے عزت و تکریم مساوات
ہر قوم ہے اب حامیٔ تعلیم مساوات

اس رازِ محبت سے نہ تھا ایک بھی واقف
اسلام نے کی خلق میں تقدیم مساوات

(6)

واجب ہے مسلماں پہ تعظیمِ مساوات   قرآن نے دی ہے ہمیں تعلیم مساوات
بنیاد محبت ہے یہی نقطہ محبوب   کیوں مرکز اسلام نہ ہو میمِ مساوات

(7)

کیا مسافر نوازیاں کی ہیں   رہیں احباب اپنے شاد آباد
گھر ہے یہ منتوں مرادوں کا   اور آباد ہو مراد آباد

(8)

سب ہیں اس جگ میں جیتے جی کے کارن   ہم پیت نہ کرتے تھے اسی کے کارن
آئی ہے اجل ساتھ لیے جاتی ہے   ساجن سے بگڑ گئی سکھی کے کارن

(9)

سنسار کی ریت ناپی جوکھی سمرن   مالا کا وہ پھیر وہ انوکھی سمرن
ہم جانیں سکھی ہمارا سائیں جانے   من کی سمرن ہے سب سے چوکھی سمرن

(10)

ٹھہر ٹھہر کے دو عالم ہلائے دیتی ہے   ترے لبوں پہ نہیں تیرے اختیار کی لے
نشاط میں کہیں سامان غم نہ ہوجائے   بدل گئی ترے نغمہ سے آبشار کی لے

(11)

مجھے نزاکت ہستی بڑھانے والے نے   فضائے عشق میں قیدی بنا کے چھوڑ دیا
بتوں نے کی تھی مری سمت بھی نگاہ کرم   مگر خدا کا گنہ گار پا کے چھوڑ دیا

(12)

بہت ٹھوکریں کھائیں گے کھانے والے   محبت کی دولت کو ٹھکرانے والے
اسی باغ کے پھول ہیں کیا دعا دیں   سلامت رہیں آگ بھڑکانے والے

(13)

اشکِ حسرت متصل بہتے رہے   اور غم بالائے غم سہتے رہے
اک مزے کی نیند لے لی آپ نے   جب تلک ہم دردِ دل کہتے رہے

(14)

حقیقتیں ہیں یہ دونوں خیال وخواب نہیں تمھارے حسن مرے عشق کا جواب نہیں
غمِ فراق میں بھی ہے سکون کا عالم ہمیں یہ پاسِ وفا ہے کہ اضطراب نہیں

(15)

وہم کی صورت گری کا سلسلہ بڑھتا رہا زندگی گھٹتی رہی اور راستہ بڑھتا رہا
معنیِ مولا میں جتنی جستجو بے سود کی فصل اتنا منزل بے فصل کا بڑھتا رہا

(16)

رواں تھا راہ غلط پر جو قافلہ نہ رہا جو غاصبوں نے کیا تھا معاملہ نہ رہا
ازل کا سلسلۂ منتخب رہا قائم وہ خانہ ساز خلافت کا سلسلہ نہ رہا

(17)

حجاز سے ہوئی رخصت عراق کو چھوڑا پناہ ترک میں آئی عرب سے منہ موڑا
ملا نہ کوئی جنازہ اٹھانے والا بھی کہاں خلافتِ ناحق نے جاکے دم توڑا

(18)

قبرِ مومن سے خدا رکھے نکلتا ہے وہ نور چار جانب ہے تولا کی فضا پھیلی ہوئی
کیوں ہمارے کنجِ مرقد میں سمٹ آئے نہ خلد اس زمیں پر جب ہے خاک کربلا پھیلی ہوئی

(19)

سراجِ ملت حقا بنے افراد ملت میں وہ محنت کی ولا کے دائرہ کی زیب وزینت میں
جبھی تو میر مومن مومنوں میں میر کہلائے امیر المومنین کے خاص خادم ہیں حقیقت میں

(20)

زہے مدارج نور الہدیٰ وہ شاہِ چراغ جو دے گئے تھے ہمیں ہے وہ زندگی باقی
بہت چراغ جلے اور بہت چراغ بجھے مگر ہے ان کے چراغوں کی روشنی باقی

(21)

ہر ذہن میں روشن ہے پیامِ غالبؔ ہر دل میں ہے آج احترامِ غالبؔ
ہم کو بھی یہ فخر ہے کہ اس دور میں ہیں جس دور نے سمجھا ہے مقامِ غالبؔ

(22)

چشمہ کی طرف صبح ابلتی ہوئی دیکھی   سورج کی کرن برف پہ جلتی ہوئی دیکھی
مشرق کے مسافر نے جہاں آنکھ دکھائی   چاندی سی پہاڑوں پہ پگھلتی ہوئی دیکھی

(23)

دور تجھ سے جلوہ جانانہ کشمیر ہے   مسلم کشمیر تو بیگانہ کشمیر ہے
وہ کہاں شامِ نشاط و صبح شالیمار میں   جو ترے احساس میں افسانہ کشمیر ہے

(24)

پھولوں کے جگہ جگہ نشیمن دیکھے   کشمیر کے جنگلوں میں گلشن دیکھے
پھوٹی ہوئی انسانوں کی قسمت دیکھی   ٹوٹے ہوئے شاعروں کے مدفن دیکھے

(25)

ہم تو ہیں کاش تم بھی آجاو   ہر نظر حسن افریں ہوجائے
ہائے کشمیر و جنّتِ کشمیر   آشیانہ یہیں کہیں ہوجائے

(26)

کچھ یاد ہے کشمیر میں سبزہ پہ لب جو   ساغر میں بھری تھی مۓ انگور بہاوی
اتنا کسی انسان نے پیا ہوگا نہ پانی   جتنی مجھے کافر تری آنکھوں نے پلادی

(27)

بہار خطہ کشمیر اے معاذ اللہ   گلوں کا ایسا خزانہ کہیں نہیں دیکھا
نظر کو جان بچاتے ہوئے یہیں پایا   زمیں کو لعل اگلتے ہوئے یہیں دیکھا

(28)

تائید جو ہندووں نے فرمائی ہے   ممنون ہر ایک حق کا شیدائی ہے
کل پریم کی متھرا میں بجی تھی بنسی   آج اس کی صدائے بازگشت آئی ہے

(29)

چُن چُن لیے دنیا نے جواہر ریزے کیا کیا نہ دُرِ بیش بہا ہات آئے
عالم ہوا اخلاقِ حسن سے معمور اسلام کے ساتھ عدل و مساوات آئے

(30)

اک ساکن دیر نے پوچھا مجھ سے تقلید نبیؐ کے کچھ نشاں ملتے ہیں
اسلام بہت خوب ہے مذہب لیکن اے دوست مسلمان کہاں ملتے ہیں

31

یہ خوشنما عمارت یہ نقش ساحرانہ سلام لیجئے مولاؑ غلام حاضر ہیں
دنیا کی دولتیں سب گرجاتی ہیں نظر سے جس وقت دیکھتا ہوں یہ علم کا خزانہ

32

توجہات کے سبب تشنہ کام حاضر ہیں سلام لیجئے مولاؑ غلام حاضر ہیں
بصد نیاز حضورِ امامؑ حاضر ہیں اسی امید میں یہ سال بھر گذار ہے

33

وہ اس انداز سے نکلے کہ لاکھوں انگلیاں اٹھیں ہلالِ عید آخر کیوں کسی معشوق سے کم ہو
کرے اغماض پھر کیوں کر نہ وہ صورت دکھانے میں جو صرف شوق دنیا ہو جو محوِ دید عالم ہو

34

ان کو ستم کشانِ زمانہ سے کیا غرض ہے منعموں کو عید فقط مال و زر کی عید
میں رو دیا تھا دیکھ کے کپڑے پھٹے ہوئے دیکھی ہے نجم میں نے کسی بے پدر کی عید

35

چلے مل جل کے دونوں سالِ نو کی پیشوائی کو فدائی کانگریس کے لیگ کی محفل کے مستانے
خدا رکھے یہ اندازِ محبت کس نے دیکھے تھے انھیں سکھلا دیا کس نے گلے ملنا خدا جانے
خدا میں تو ہے سب قدرت وگرنہ نجم حق یہ ہے کہاں زنار کا ڈورا کہاں تسبیح کے دانے

36

جب کبھی خانۂ اللہ میں دیکھا کرے
سر بہ سجدہ کوئی دو چار ہی انساں نکلے
ہم سمجھتے تھے مسلمان بہت کم ہیں یہاں
عید کے دن تو مسلماں ہی مسلماں نکلے

37

ادا ہوتا نہیں جب فرض تو سنت سے کیا حاصل
یہ صاحب وضع ناحق سر پہ اتنا بار لیتے ہیں
اُترتی ہی نہیں پتلون جن کی ایک لمحہ کو
وہ کیوں کر عید کے دن ٹکریں دو مار لیتے ہیں

38

عزت سے آبرو سے بٹھائے گئے ہیں ہم
چھ بار اس دیار میں آئے گئے ہیں ہم
دو چار سال تک یہ نہ آنے کی ہے سزا
قیدی بنا کے شان سے لائے گئے ہیں ہم

39

نہ دیکھی اور نہ قید ایسی سنی ہم نے فسانوں میں
کمی آنے نہ پائی کچھ حکومت کے خزانوں میں
زہے حُسنِ تدبر گھر ہی مظلوموں کو زنداں تھے
کہ دو رات ایک دن پابند رکھا ہے مکانوں

40

دے کے یہ دولت کوئی لیتا ہے ناداری کہیں
یوں بھی ممکن ہے بھلا ترکِ وفاداری کہیں
حُبِ اہلبیتؑ شامل جن کے آب و گل میں ہے
وہ مسلماں چھوڑ سکتے ہیں عزاداری کہیں